بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۱ — رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ — عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم چہارشنبہ

[illegible]

جلد ۳۱ | ۱۰ ماہ نبوت ۱۳۲۲ ہش | ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ | ۱۰ نومبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۲۶۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۹ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق صبح ۱۰ بجے کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو پاؤں میں درد پہلے سے بہت کم ہے۔ عام طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاندان میں بفضل خدا خیر و عافیت ہے۔

مولوی قمر الدین صاحب انسپکٹر تعلیم و تربیت اپنے دورہ پر روانہ ہو گئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موسیقی کے متعلق صحیح زاویہ نظر
اور
میرے ایک مضمون کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

ایک نامہ نگار کا مضمون

الفضل مورخہ ۲ نومبر ۱۹۴۳ء میں مبارک احمد خاں صاحب پسر محترمی ماسٹر عبد العزیز خاں صاحب مالک طبیہ عجائب گھر کا ایک مضمون فن موسیقی کے مطابق گانا سننے کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جس میں نوجوان نامہ نگار نے اس اہم مضمون کے متعلق بہت سے مفید حوالہ جات جمع کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کے مفتی کا فتویٰ بھی شائع کیا ہے۔ یہ مضمون یقیناً اخلاص اور محنت اور کوشش کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ جس میں بعض احادیث اور بہت سے گذشتہ صلحاء کے حوالے درج کرنے کے علاوہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے بعض خطبات کے اقتباسات بھی شامل کئے گئے ہیں اور بالآخر جماعت احمدیہ کے مفتی حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا ایک فتویٰ درج کر کے بتایا گیا ہے۔ کہ "آلاتِ موسیقی کے ساتھ گانا سننا ممنوع ہے خواہ مرد کا ہو یا عورت کا۔ اور آلات خواہ پرانے ہوں یا جدید۔ اور خواہ گانا اپنی ذات میں برے مضمون پر مشتمل ہو یا اچھے پر۔"

ظاہر ہے کہ جو مضمون احادیث نبوی اور ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اور فتاویٰ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مہر کے ساتھ شائع ہو۔ اس کی صحت میں کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ سوائے اس کے کہ کسی شخص کو اس استدلال پر اعتراض ہو جو پیش کردہ حوالوں سے کیا گیا ہو۔ یا ان معنوں سے اختلاف ہو جو درج کردہ حوالوں سے نکالے جاتے ہوں یا کوئی شخص بعض ایسے حوالے پیش کر سکتا ہو جو ان پیش کردہ حوالوں کو ناقابل استدلال قرار دیتے ہوں۔ اور حق یہ ہے کہ میں مخلص نامہ نگار کی محنت کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ قطع نظر اس کے کہ اُن کے مضمون کے بعض حصے درست ہیں یا نہیں۔ انہوں نے اس مضمون کے ذریعہ جماعت کو ایک اصولی امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جو آج کل کثیر التعداد لوگوں کی ٹھوکر بلکہ بعض حالات میں تباہی کا موجب ہو رہا ہے۔ اور جس کے انتہائی خطرات سے بعض احمدی بھی ابھی تک پوری طرح آگاہ نہیں۔ مگر مجھے اس مضمون میں ایک بات قابل اعتراض اور دوسری بات قابل دریافت نظر آتی ہے جسے میں اس جگہ پیش کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔

استفتاء کی بنیاد

مبارک احمد خاں صاحب نے جو حسن اتفاق سے میرے استاد ماسٹر عبد العزیز خاں صاحب کے فرزند ہیں۔ اور اس لئے ہم دونوں ایک دوسرے پر دوسروں کی نسبت غالباً کسی قدر زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اپنے مضمون میں اپنے استفتاء کی بنیاد میرے ایک مضمون کو بنایا ہے جو "ایک بدعت کا آغاز" کے عنوان کے ماتحت الفضل مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا تھا۔ جس میں میں نے یہ دیکھ کر کہ قادیان کی ایک مسنون دعوت ولیمہ میں جس میں فریقین مخلص احمدی تھے۔ اور مردوں اور عورتوں کی بیٹھنے کی جگہ میں صرف ایک دیوار حائل تھی ریڈیو یا گراموفون کے گانے کے ذریعہ مہمانوں کی دعوت کو "پُرلطف" بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس فعل کو ایک بدعت قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اور جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ایسے وقت میں جبکہ ہم چاروں طرف سے دجالی تہذیب کے فتنوں سے گھرے ہوئے ہیں۔ ہمیں اس احتیاط کی بے حد ضرورت ہے۔ کہ کہیں ہم غفلت کی حالت میں مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر کسی خطرناک گڑھے میں نہ گر جائیں۔ اور میں نے اس جہت سے بھی جماعت کو ہوشیار کیا تھا۔ کہ گو ایسے خطرات کا آغاز اکثر اوقات بہت حقیر اور ناقابل التفات نظر آیا کرتا ہے۔ مگر انجام بالعموم نہایت مہیب اور مہلک ہوتا ہے جو بسا اوقات ایک قوم کی قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ الغرض میرا یہ مضمون نہ صرف اپنی غرض و غایت کے لحاظ سے بلکہ اپنے الفاظ اور مفہوم کے لحاظ سے بھی موجودہ زمانہ کی موسیقی اور اس کے خطرناک نتائج کے خلاف بھرا پڑا تھا۔ لیکن ضمناً اس میں ایک ایسا فقرہ بھی آ گیا تھا۔ کہ اگر کوئی ایسا گانا ہو جس میں کوئی ناجائز عنصر نہ ہو۔ اور نہ کوئی مخرب اخلاق بات ہو۔ اور اس میں انہماک اور ضیاع وقت کی صورت بھی نہ پائی جائے۔ تو کبھی کبھار گھر میں پرائیویٹ طور پر اس کا سننا قابل اعتراض نہیں سمجھا جا سکتا۔ مگر میرے اس ضمنی فقرہ کو جو حقیقۃً ضمنی ہی تھا۔ کیونکہ سارا مضمون موجودہ زمانہ کی موسیقی کے خطرات کے خلاف بھرا پڑا تھا۔ اور پھر اس ضمنی فقرہ میں بھی میری طرف سے چار اہم شرائط لگا دی گئی تھیں۔ جن کی تشریح میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ ہمارے نوجوان مضمون نگار نے اپنے استفتاء کی بنیاد بنا کر پیش کیا ہے۔ گویا میں جدید موسیقی کا دلدادہ اور حامی ہوں۔ اور نامہ نگار صاحب اس کے الفاظ کو پیش کر کے حضرت مفتی سلسلہ سے اس کے خلاف فتویٰ طلب فرما رہے ہیں۔ چنانچہ مبارک احمد خاں صاحب لکھتے ہیں:۔

"کچھ عرصہ ہوا۔ الفضل جلد ۲۸ نمبر ۲۲۱ میں ہمارے سلسلہ کے ایک محترم بزرگ نے (یہ اشارہ خاکسار کی طرف ہے) اس بدعت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ ریڈیو سٹوں پر ایسے گانے جو مخرب اخلاق نہ ہوں۔ اور نہ ہی اپنے اندر کوئی ناجائز عنصر رکھتے ہوں حد اعتدال کے اندر سننے میں کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا (یہ الفاظ بھی صحیح طور پر خاکسار کے نہیں) اس پر میں نے مضمون مذکورہ کے الفاظ میں ہی مندرجہ ذیل استفتاء حضرت مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں ارسال کیا تھا جس کی نقل مع جواب حسب ذیل ہے:۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

ربھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان ہی سے شائع کیا

استفتاء

بخدمت گرامی حضرت مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ دام معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ براہ کرم مندرجہ ذیل استفتاء کا جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمایا جائے۔

ریڈیو سٹیشنوں پر سُر اور تال کے قواعد کے مطابق جدید آلات موسیقی کے ساتھ عورتوں یا مردوں کے گانے کبھی کبھار بطور تفریح سننا درآنحالیکہ گانا بُرا نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی مخرب اخلاق یا ناجائز عنصر اس گانے میں شامل ہو۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ حد اعتدال سے تجاوز کر کے انہماک اور ضیاع وقت کا موجب بھی نہ ہونے لگے۔ از روئے شرع شریف گناہ یا معصیت خدا اور رسول میں شامل ہے یا نہیں؟

اس کے مقابل پر میرے مضمون کا وہ فقرہ جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ کہ اسی کے الفاظ میں یہ استفتا پیش کیا جا رہا ہے یہ تھا۔ "اگر کوئی شخص اپنے گھر میں پرائیویٹ طور پر کبھی کبھار موسیقی سن لیتا ہے۔ تو اگر یہ موسیقی اپنے اندر کوئی مخرب اخلاق یا ناجائز عنصر نہیں رکھتی۔ تو مجھے یا کسی اور شخص کو اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ حد اعتدال سے تجاوز کر کے انہماک اور ضیاع وقت کا موجب نہ ہونے لگے" (الفضل مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء)

بے احتیاطی

میرے مضمون اور اپنی اس عبارت کے پیش نظر میرے مضمون نگار دوست خود ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اول کیا ان کے لئے یہ مناسب اور درست تھا۔ کہ وہ میرے مضمون کے اصل مقصد اور اس کے حقیقی موضوع کے خلاف بلکہ اُسے بالکل نظر انداز کرتے ہوئے اس کے ایک محض ضمنی فقرہ کو اپنے استفتاء کی بنیاد بنائیں دوم کیا میرے ضمنی فقرہ کی عبارت اور ان کے استفتاء کی عبارت ایک ہے۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو کیا ان کے واسطے یہ جائز تھا۔ کہ دعوے تو یہ کریں۔ کہ میرے "مضمون کے الفاظ میں ہی" استفتاء پیش کر رہے ہیں۔ مگر عملاً اسے بدل کر اور اس کے ساتھ اپنی طرف سے ایسے الفاظ زیادہ کر کے جو میں نے ہرگز نہیں لکھے اپنا استفتاء مرتب کریں۔ چنانچہ استفتاء میں یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ کہ "سُر اور تال کے قواعد کے مطابق جدید آلات موسیقی کے ساتھ عورتوں یا مردوں کے گانے سننا" مجھے میرے عزیز نامہ نگار صاحب بتائیں۔ کہ میرے فقرہ میں یہ الفاظ یا اس مفہوم کے الفاظ یا اس قسم کے الفاظ یا اس سے ملتے جلتے الفاظ کہاں ہیں؟ تو پھر کیا یہ انصاف کے خلاف نہیں۔ کہ دعوے تو یہ کیا جائے۔ کہ میرے "مضمون کے الفاظ میں ہی" استفتاء پیش کیا جا رہا ہے۔ مگر عملاً استفتاء کی عبارت میں خود اپنی طرف سے کئی الفاظ زائد کر دیئے جائیں۔ اور الفاظ بھی ایسے جو استفتاء کی صورت اور اس کی بنیاد کو ہی بدل دیتے ہیں۔ اسلام تو وہ منصفانہ مذہب ہے۔ کہ دشمن کے ساتھ بھی عدل و انصاف کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی لیکن ہمارے بعض عزیز اپنوں کے ساتھ بھی انصاف روا رکھنے کو تیار نظر نہیں آتے۔ مگر میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ مضمون نگار صاحب سے یہ غلطی بدنیتی سے نہیں ہوئی بلکہ صرف بے احتیاطی یا جوش تحریر میں ہو گئی ہے۔ اس لئے میں اپنے دل میں ان کے خلاف قطعاً کوئی رنجش نہیں پاتا۔ بلکہ ان کے اخلاص اور جوش ایمان پر خوش ہوں۔ در اصل ہمارے دوست نے غور نہیں کیا۔ ورنہ وہ آسانی سے جان سکتے تھے۔ کہ ریڈیو یا گراموفون میں ہر قسم کا گانا ہوتا ہے مردوں کا بھی اور عورتوں کا بھی۔ آلات موسیقی کے ساتھ بھی اور سادہ خوش الحانی کے رنگ میں بھی۔ اور پھر آلات بھی کئی قسم کے ہیں۔ یعنی از قسم دف بھی اور نالی دار بھی اور تار والے بھی۔ ان حالات میں گانے کے متعلق میرے سادہ الفاظ کو از خود "سُر اور تال اور جدید آلات موسیقی اور مردوں اور عورتوں" کے بھاری بھرکم اور وسیع الاثر الفاظ کے ساتھ مقید کر کے اپنے استفتا کی بنیاد بنانا۔ اور پھر دعوے یہ کرنا۔ کہ استفتا میرے ہی الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔ ایک بہت بڑی بھول ہے۔ جس پر میں اپنے عزیز کے لئے خدا سے مغفرت چاہتا ہوں۔

اب رہا وہ ضمنی فقرہ جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ سو اس میں میں نے خود چار واضح شرطیں لگا دی تھیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان چار شرطوں کے ہوتے ہوئے وہ نہ صرف کسی شرعی فتوے کی زد کے نیچے نہیں آتا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر احتیاط اور حزم کی طرف لے جاتا ہے۔ جو چار شرطیں میں نے لکھی تھیں وہ یہ تھیں۔

چار اہم شرائط

اول گانے میں کوئی "ناجائز عنصر" نہ ہو جس میں یہ باتیں شامل ہیں۔ کہ مثلاً گانے کا مضمون خلاف مذہب نہ ہو۔ یا گانے کا طریق خلاف مذہب نہ ہو۔ یا گانے میں کوئی ایسا آلہ استعمال نہ کیا جائے۔ جس کا استعمال شریعت میں ممنوع ہے۔ یا گانے والی عورتوں کی مجلس میں مرد نہ شرکت کریں۔ وغیر ذالک

دوم۔ گانے میں کوئی "مخرب اخلاق" بات نہ ہو یعنی نہ صرف یہ کہ گانے میں کوئی بات کسی جہت سے خلاف مذہب نہ ہو۔ بلکہ اسکے مضمون اور طریق میں کوئی بات خلاف اخلاق بھی نہ ہو۔ جو انفرادی یا قومی اخلاق کو بگاڑنے والی سمجھی جاوے۔

سوم۔ وہ "انہماک" کا باعث نہ ہو یعنی انسان اس میں اس طرح نہ پڑے۔ جو انہماک کا رنگ رکھتا ہو۔ اور اسے اس کے فرائض اور ذمہ واریوں کی طرف سے غافل کر دے۔ اسی اصل کے ماتحت گانے کو اپنا پیشہ بنا لینا بھی جائز نہیں سمجھا جائیگا۔ جیسا کہ بعض احادیث میں بھی اس طرف اشارہ آتا ہے۔

چہارم۔ وہ "ضیاع وقت" کا موجب نہ ہو۔ یعنی اس میں اتنا وقت خرچ نہ کیا جائے جو انسانی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرنیوالا ہو

ناظرین غور کریں کہ کیا ان چار شرائط کے باہر بھی کوئی بات رہ جاتی ہے؟ کیا خوش الحانی کے ساتھ گانا جو ان چار شرائط کے ماتحت آتا ہو کسی شخص کے نزدیک ناجائز اور ممنوع سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خوش الحانی کے ساتھ اشعار نہیں سنے؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں خوش الحانی کے ساتھ گا کر شعر نہیں پڑھے گئے؟ کیا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فونوگراف کے لئے شعر نہیں لکھے۔ اور کیا ان شعروں کو حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم نے فونوگراف میں خوش الحانی کے ساتھ ریکارڈ نہیں کیا۔ اور کیا اس ریکارڈ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں سنا؟ کیا کبھی خلفاء احمدیت کی مجلسوں میں خوش الحانی کے ساتھ گا کر شعر نہیں پڑھے گئے؟ کیا ہمارے ہر سالانہ جلسہ کی ابتداء قرآن کریم کی تلاوت کے بعد کسی نظم کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اور کیا یہ نظم گا کر یعنی خوش الحانی کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی۔ پھر کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کی آواز سنکر یہ نہیں فرمایا۔ کہ اسے تو لحن داودی سے حصہ ملا ہے؟ اگر یہ ساری باتیں درست ہیں۔ تو پھر ان چار اصولی شرطوں کے ماتحت جو میں نے بیان کی ہیں۔ میرا مشارٌ الیہ گانا کس طرح قابل اعتراض اور ناجائز سمجھا جا سکتا ہے؟ جو حوالے اور ارشادات پیش کئے گئے ہیں۔ وہ سب ہمارے سر آنکھوں پر ہیں۔ مگر ان میں میرے مشارٌ الیہ گانے کی طرف اشارہ نہیں۔ بلکہ اس گانے کی طرف اشارہ ہے۔ جو ان چاروں شرطوں کے خلاف ہے۔ یعنی (۱) اس میں یا تو کوئی بات یعنی گانے کا مضمون یا طریق یا آلہ وغیرہ خلاف مذہب ہے یا (۲) اس کا مضمون یا طریق خلاف اخلاق ہے۔ یا (۳) اس میں انہماک کا رنگ پیدا کر لیا جاتا ہے اور یا (۴) اس کی وجہ سے ضیاع وقت ہوتا ہے اس چار دیواری کے اندر محفوظ ہو جاؤ۔ تو پھر خدا کے فضل سے سب خیر ہی خیر ہے۔ اور کوئی بات قابل اعتراض نہیں رہتی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ گراموفون کے متعلق اصولی طور پر فرماتے ہیں:۔

"ریکارڈ اپنی ذات میں تو کوئی بری چیز نہیں۔ بلکہ اس کے ایسے اخراجات جو اسراف کی حد تک پہونچتے ہوں یا اس کا سننا جو وقت ضائع کرنے کی حد تک پہونچتا ہو۔ اور اس میں ایسی چیز کا بھروانا جو اپنی ذات میں ناپسندیدہ ہو۔ اسے برا بنا دیتی ہے .... اگر اس کا خریدنا اسراف کی حد تک نہیں پہونچتا۔ اور اس کا سننا وقت ضائع کرنے کی حد تک نہیں پہونچتا (اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں بھروائی جاتی۔ جو اپنی ذات میں بُری ہے) تو یہ جائز ہے" خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک نظم مولوی عبدالکریم صاحب سے فونوگراف میں بھروائی تھی .....

Digitized by Khilafat Library Rabwah

23

لیکن اگر یہ آگے اذان میں آ اور مزامیر کے ساتھ ہے تو یہ ناپسندیدہ ہے۔"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۱؍ ستمبر ۱۹۳۸ء)

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشاد میں وہی شرائط درج نہیں۔ جو میں نے اپنے مضمون کے اس ضمنی فقرہ میں بیان کی ہیں۔ جسے ہمارے نوجوان دوست نے اپنے استفتا کی بنیاد بنایا ہے۔

بات یہ ہے کہ اسلام کسی فطری جذبہ کو بھی مٹاتا نہیں۔ بلکہ اس کی مناسب تربیت کرتا۔ اور اسے جائز قیود کے ساتھ مقید کرتا ہے۔ حتیٰ کہ شہوانی قویٰ کو بھی اسلام نے مٹایا نہیں۔ بلکہ صرف لگام دیکر صحیح راستہ کے اندر محدود کر دیا ہے۔ تو پھر یہ سمجھنا کہ فطرت کے جذبۂ توازن کو جو نہ صرف انسان بلکہ حیوان بلکہ میں کہوں گا۔ کہ نباتات اور جمادات تک میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کا اظہار موسیقی کے نام سے تعبیر ہوتا ہے۔ اسلام نے قطعی طور پر مٹا دیا ہے۔ ایک ایسا دعویٰ ہے۔ جس کے ثبوت کے لئے اس سے بہت زیادہ مضبوط براہین کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے دوست نے پیش کی ہیں۔ ہاں جس طرح ہر چیز کا غلط استعمال بُرا اور ناجائز ہے۔ اسی طرح اس فطری جذبۂ "توازن" کا غلط استعمال بھی یقیناً ناجائز ہے۔ اور یہی وہ خطرناک موسیقی ہے۔ جس کی طرف ہمارے مضمون نگار کے پیشکردہ حوالہ جات ہماری راہ نمائی کر رہے ہیں۔ اور جس کے خلاف خود اس خاکسار نے ۱۹۴۰ء میں آواز اٹھائی تھی۔ بگر غلطی سے اس کے کچھ اور معنی سمجھ لئے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

گانے کے تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ بھی اصولی روشنی ڈال سکتا ہے حضور اس سوال کے جواب میں کہ لڑکی یا لڑکے کے ہاں جو جوان عورتیں ملکر گاتی ہیں وہ کیسا ہے فرماتے ہیں۔

"اگر گیت گندے اور ناپاک نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لے گئے تو لڑکیوں نے ملکر آپ کی تعریف میں گیت گائے تھے۔ . . . . ایک دفعہ مسجد میں ایک صحابی نے خوش الحانی سے کچھ شعر پڑھے۔ تو حضرت عمرؓ نے انکو منع کیا اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کے سامنے شعر پڑھے ہیں۔ تو آپ نے منع نہیں کیا بلکہ آپ نے ایک بار اس کے شعر سنے تو اس کے لئے رحمۃ اللہ فرمایا . . . . غرض اس طرح پر اگر وہ فسق و فجور کے گیت نہ ہوں تو منع نہیں۔ مگر مردوں کو نہیں چاہیئے۔ کہ عورتوں کی ایسی مجلس میں بیٹھیں۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ)

قابل دریافت امر

یہاں تک تو میں نے اس بات کے متعلق عرض کی ہے۔ جو میرے خیال میں مبارک احمد خان صاحب کے مضمون میں قابل اعتراض تھی اور میں نے ثابت کیا ہے۔ کہ انہوں نے خواہ نخواہ میرے فقرہ کو بدل کر اور اس کے ساتھ زائد باتیں لگا کر اپنے استفتاء کی بنیاد بنا لیا۔ حالانکہ میری اصل عبارت میں کوئی بات صحیح اسلامی فتوے کے خلاف نہیں تھی۔ اب میں مختصر طور پر اس دوسری بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرے خیال میں اس مضمون میں قابل دریافت ہے۔ اور یہ بات ہمارے محترم مفتی سلسلہ کے فتوے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مفتی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"اسلام نے آلات کے ساتھ گانا ممنوع قرار دیا ہے۔ خواہ مرد کا ہو یا عورت کا۔ اور آلات خواہ پرانے ہوں یا جدید ہوں۔ گانا خواہ اچھے معنی رکھتا ہو خواہ بُرے معنی رکھتا ہو۔ بہر حال ان سب کو ممنوع قرار دیا ہے۔" اس کے متعلق میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جناب مفتی سلسلہ کی مراد "آلات موسیقی" سے کیا ہے۔ یہ الفاظ چونکہ مختلف معانی کے حامل سمجھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے الفاظ کی تشریح اور توضیح بلکہ تعین ہو جانی ضروری ہے۔ تاکہ غلط فہمی کا امکان نہ رہے۔ مثلاً کیا حضرت مفتی کے نزدیک دف اور ڈھول بھی آلات موسیقی میں شامل ہیں؟ اگر ہیں تو پھر ان احادیث کی کیا تشریح ہے۔ جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان لڑکیوں کا گھروں کے اندر دف یا ڈھول پر بعض اشعار وغیرہ کا گانا ظاہر ہوتا ہے (مثلاً ملاحظہ ہو بخاری کتاب النکاح عن الربیع بنت معوذ) اور دف کے استعمال کو اعلان کی غرض سے نکاح کے موقعہ پر بھی جائز رکھا گیا ہے۔ بہر حال جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ عموماً آلات موسیقی تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

اول۔ دف اور ڈھول کی قسم کے آلات جن میں کسی خلادار فریم پر چمڑا وغیرہ منڈھا ہوتا ہے۔ اور ہاتھ یا لکڑی وغیرہ کی ضرب سے انہیں بجایا جاتا ہے۔

دوم۔ نالی دار آلات جن کو مونہہ سے لگا کر سانس کے زور سے آواز نکالی جاتی ہے۔

سوم۔ تار دار آلات جن کی تاروں کو انگلیوں وغیرہ سے چھو کر موسیقی پیدا کی جاتی ہے۔

اور پھر آگے ان تینوں کی بہت سی قسمیں ہیں اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا ان سب کے متعلق شریعت اسلامی کا ایک ہی حکم ہے۔ یا کہ مختلف؟ اس سوال کے سوا میں اس وقت جناب مفتی سلسلہ کے فتوے کے متعلق کچھ اور عرض نہیں کرسکتا۔ پس میں اپنے اس نوٹ کو انہی مختصر فقرات پر ختم کرتا ہوں۔ اور خدا سے دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ مجھے بھی اور دوسرے دوستوں کو بھی ہمیشہ اپنی رضا کے راستہ پر قائم رکھے آمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا شائع شدہ فیصلہ

میں یہ مضمون لکھ چکا تھا۔ کہ مجھے ایڈیٹر صاحب الفضل نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ایک ایسے شائع شدہ فتوےٰ کی طرف راہ نمائی کی ہے۔ جو اس مسئلہ کے ایک حصہ میں اصولی روشنی ڈالنے والا ہے۔ اور ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے یہاں درج کر دیا جائے۔ اس فتوے کا واقعہ یوں ہے کہ غالباً ۱۹۳۹ء کے آخر یا ۱۹۴۰ء کے شروع میں حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے یہ فتوے دیا تھا۔ کہ ریڈیو یا گراموفون ریکارڈ کے ذریعہ غیر عورت کا گانا سننا جائز نہیں ہے لیکن جب نظارت تعلیم و تربیت کے ذریعہ یہ فتویٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے علم میں لایا گیا۔ تو اس پر حضور نے مندرجہ ذیل ارشاد صادر فرمایا۔

"میں اس بات کا قائل نہیں۔ کہ کسی عورت کا گانا آمنے سامنے ہو کر سننا یا بذریعہ ریڈیو یا گراموفون سننا ایک ہی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ مرزا افضل بیگ صاحب مرحوم کے گراموفون پر ایک غزل گائی جاتی تھی۔ میرے سامنے سنی۔ اور اسکو منع قرار نہیں دیا۔ البتہ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس طرح بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور ضیاع وقت ہے اس بات کو روکا جاسکتا ہے مگر اس دلیل کی بناء پر اس کی حرمت کا فتویٰ میں دینے کو تیار نہیں ہوں۔"

(الفضل مورخہ ۱۴ جون ۱۹۴۰ء)

غیر عورتوں کا گانا سننے کے متعلق یہ فتوے ایک اصولی رنگ رکھتا ہے۔ مگر چونکہ اس میں آلات موسیقی کے متعلق کوئی تصریح نہیں۔ اس لئے میرا اوپر کا سوال پھر بھی قائم رہے گا۔

مسئلہ کے چار حصے

دراصل اس مسئلہ کے چار حصے ہیں اول مردوں یا عورتوں کا اپنے طور پر خوش الحانی کے ساتھ شعر یا گیت وغیرہ پڑھنا **دوم** مردوں کا غیر عورتوں کے گانے کو ان کی مجلس میں شریک ہو کر سننا۔ **سوم**۔ مردوں کا ریڈیو یا گراموفون پر غیر عورتوں کا گانا سننا۔ **چہارم** آلات موسیقی والا گانا سننا خواہ وہ عورتوں کا ہو یا مردوں کا۔ اور خواہ سننے والے مرد ہوں یا عورتیں۔ ان چاروں کے متعلق صراحت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ فتوے کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا فتوے امر اول و دوم وسوم کے متعلق واضح معلوم ہوتا ہے۔ مگر امر چہارم کے متعلق ابھی مزید صراحت کی ضرورت ہے، کہ آیا سب آلات موسیقی منع ہیں یا یہ کہ بعض منع ہیں۔ اور بعض جائز۔ لیکن ان سارے امور کے متعلق بہر حال یہ شرط لازمی سمجھی جائیگی۔ کہ گانا اپنی ذات میں بُرا نہ ہو۔ اور اس کے سننے میں انہماک اور ضیاع وقت کی صورت نہ پیدا ہونے لگے۔ واللہ اعلم

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان ۸/۱۱/۴۳

جماعت احمدیہ لدھانہ کا تبلیغی جلسہ

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ لدھانہ کا تبلیغی جلسہ ۱۳، ۱۴؍ نومبر کو منعقد ہوگا۔ لدھانہ کے قرب وجوار کے احمدی احباب ضرور شامل ہوں۔

امتحان "دعوۃ الامیر" میں شمولیت کی تحریک قائدین و زعما کرتے رہیں

(۱۴ ثبوت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوم پیشوایان مذاہب کی تقریب قادیان میں جلسہ

قادیان ۹ نومبر۔ کل یوم پیشوایان مذاہب
ریب پر ایک جلسہ ۱ بجے سے سوا دو بجے تک
مدارت جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب
منعقد ہوا۔ جس میں کئی اصحاب نے مختلف مذاہب
پیشواؤں کے متعلق دلچسپ تقاریر کیں۔
تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد فاضل احمد صاحب نے

حضرت رام چندر جی

ندگی پر تقریر کی۔ جس میں بتایا کہ باوجود بےحد
کلات اور تکالیف کے آپ نے اپنے مشن کو کامیاب
نے میں پوری کوشش کی اور خالص توحید کی
یم دیتے رہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے

حضرت بدھ

سیرت پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا بدھ ایک
شاہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ شہزادہ تھے۔
مصیبت زدہ لوگوں کی حالت سے اس قدر
ثر ہوئے۔ کہ آپ گھر بار کے آرام و آسائش
چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے۔ اور سالہا سال تک
اں رہے۔ جس طرح اور انبیاء نے خدا سے
لق پیدا کرنے کے لئے دنیا سے انقطاع
ختیار کیا۔ آخر خدا سے علم پا کر دنیا کو ہدایت کی
ف بلایا اور کہا۔ کہ دنیاوی خواہشات چھوڑ
ینے سے امن اور آشتی پیدا ہوتی ہے اور
حید کی دعوت دی۔ یہ ہے خلاصہ حضرت بدھ
کی تعلیم کا۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت بدھ نے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی بھی خبر دی ہے۔
۱۹۲۷ء میں میں سیلون گیا۔ جہاں بدھ مذہب
کے ماننے والوں کی کثرت ہے۔ میں ان کے سب
سے بڑے مذہبی پیشوا سے ملا۔ اور اس سے پوچھا کہ
کیا بدھ کے دوبارہ آنے کا آپ لوگوں کو بھی
انتظار ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ میں نے پوچھا۔
وہ کب آئے گا۔ اور اس وقت کی علامات کیا ہیں؟
انہوں نے بتایا وہ یہی زمانہ ہے جس میں سے ہم گذر
رہے ہیں۔ ہمیں اس وقت بدھ کی آمد کا انتظار ہے۔
اس پر میں نے کہا۔ کہ وہ بدھ آگیا۔ اور پنجاب
میں آیا ہے۔
مولوی محمود احمد صاحب خلیل مدرس
مدرسہ احمدیہ نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی سوانح حیات پر تقریر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ
۱۲ سال سے ۳۰ سال تک کی عمر میں آپ ایک

قافلہ کے ساتھ ہندوستان آئے۔ اور پھر
۱۸ سال بعد واپس جا کر دعویٰ نبوت کیا۔ اور
یروشلم کے فریسیوں کی اصلاح کی۔ آپکو تکالیف
دی گئیں۔ صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن۔ خدا نے
محفوظ رکھ کر آپ کو تبلیغ کا موقعہ دیا۔ مولوی
صاحب موصوف نے بتایا۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کی
تعلیم میں سب سے بڑی بات یہ تھی۔ کہ یہود نے
جو ذات پات اور لولے لنگڑوں، اندھوں کو
ذلیل بنایا ہوا تھا۔ اس کو دور کر کے مساوات
قائم کی۔
بعدہٗ خانصاحب منشی برکت علی صاحب نے
سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے موضوع پر دلچسپ مضمون پڑھا۔ پھر حافظ
محمد رمضان صاحب نے

حضرت کرشن جی مہاراج

کی سیرت پر تقریر کی۔ اور فرمایا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی حضرت کرشنؑ
کے متعلق خبر دی ہے کہ کان فی الھند
نبیّ اسمہٗ کاھن۔ کہ ہندوستان میں
ایک نبی آیا۔ جس کا نام کاہن تھا۔ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی حدیث
سے آپ کو ہندوستان کا عظیم الشان نبی قرار
دیا ہے۔ اور حضرت کرشن نے بھی حضرت
مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کی ہوئی ہے کہ
جب پھر دنیا کی حالت خراب ہوگی۔ تو میں
پھر اس وقت ظاہر ہونگا۔
پھر شیخ ناصر احمد صاحب مجاہد تحریک
جدید نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی سیرت پر تقریر کی جس میں بتایا کہ آپ نے اس
جادو کے مقابلہ میں جو اس وقت رائج تھا
معجزات پیش کر کے اس کو بالکل ہیچ ثابت کر دیا۔ اور
خالص توحید پیش کی۔ پھر مولوی غلام احمد صاحب نے

آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی سیرت پر تقریر کرتے ہوئے اس پہلو لیا۔
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ اسکے
کہ آپ تمام دنیا کے محسن ہیں۔ آپ نے دوسرے
انبیاء پر بھی یہ احسان کیا۔ کہ ان کی عزت قائم
کی۔ اور دراصل پیشوایانِ مذاہب کی عزت
اور عظمت قائم کی اور تعلیم دی۔ کہ ہر مذہب کا
پیشوا قابل عزت ہے۔ مولوی ظہور حسین صاحب نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ دعوے
سے پہلے اور بعد بھی آپ مخالفوں سے نہایت
اعلیٰ اخلاق سے پیش آتے تھے۔ آپ نے باوجود
سخت مخالفت کے اپنے دعوٰی کو نہ چھوڑا۔ اور
دنیا کو بتا دیا کہ میں واقعی مسیح محمدی ہوں۔
آخر میں جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر
اخبار "نور" نے

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ

کے متعلق تقریر کی۔ جس میں توحید۔ رواداری۔
مساوات اور ہندو مسلم اتحاد کے متعلق حضرت
بابا نانک رح کی تعلیم پیش کی۔ اور بتایا کہ سکھ اور
مسلمان ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں۔
مولوی خورشید صاحب واقف تحریک جدید نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

کی سیرت اور حالات پر تقریر کی۔ اور آپ کی
قربانیوں کا ذکر کیا۔ بالآخر جناب صدر صاحب نے

صدارتی تقریر

میں کہا۔ کہ افسوس ہے کہ اس دفعہ جلسہ کا انتظام
پہلے جلسوں کی طرح عمدگی سے نہیں کیا گیا۔ ایسے
جلسوں کو بہت کامیاب بنانا چاہیئے۔ اور فرمایا
کہ دراصل اس کی بنیاد ۱۳ سو سال پہلے ہی رکھی
گئی تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز نے اس کو دوبارہ تازہ کیا۔ ایسے
جلسوں سے ایک تو تمام انبیاء اور پیشوایانِ
مذاہب کی عزت دل میں بیٹھ جاتی ہے۔ دوسرے
ہر مذہب کے صحیح عقائد کا پتہ لگ جاتا ہے۔
بالآخر آپ نے سامعین اور مقررین کا شکریہ
ادا کیا۔ اور دعا پر جلسہ ختم کیا ؂

نواں شہر میں جلسہ

نواں شہر (جالندھر) ۸ نومبر۔ چوہدری
غلام جیلانی خاں صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے
ہیں۔ کہ کل یوم پیشوایان مذاہب کی تقریب پر
زیر صدارت چوہدری عبدالغنی صاحب جلسہ
منعقد کیا گیا۔ جس میں شری رام چندر جی، شری
کرشن جی، حضرت بابا نانک رح، رسول کریم
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی سیرت پر کامیاب تقریریں کی
گئیں۔ نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ الحمد للہ

عرق نور رجسٹرڈ

ضعفِ جگر، بڑھی ہوئی تلی اور یرقان کو دور کرنے کے علاوہ معدہ اور جگر میں طاقت پیدا کرتا ہے۔ پٹھوں کو اور جوڑوں کی درد کو دور کر کے مضبوط بناتا ہے ضعفِ جنسی۔ کمزوری اعصاب کو دور کرتا ہے۔ غذا کو ہضم کر کے خون صالح پیدا کرتا ہے۔ دائمی قبض کو رفع کر کے سچی بھوک پیدا کرتا ہے۔ نیز معدہ اور پھیپھڑوں کی اصلاح کرتا ہے۔ پرانی کھانسی درد کمر۔ خارش۔ دم پھولنا۔ گھبراہٹ اور سستی و کاہلی کو رفع کرتا ہے۔ عرق نور رنگ سرخ۔ خون میں صفائی اور جسم میں فولادی طاقت اور وزن میں زیادتی پیدا کر کے آئندہ بہت سی بیماریوں سے بچانے اور طاقت کو قائم رکھنے کے لئے اکسیر ہے۔ عرق نور عورتوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بانجھ پن کی بےنظیر دوا ہے۔ اس کے استعمال سے ایام ماہواری کی درد شرطیہ طور پر دور ہو جاتی ہے۔ خون کی کمی بیشی اور بےقاعدگی کو دور کر کے رحم کو قابلِ تولید بناتا ہے۔ قیمت فی بکیٹ ۶ خوراک عہ محصول ڈاک علاوہ

المشتہر:۔ ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان

ضرورت

سندھ کی اراضیات میں حساب کتاب رکھنے کے لئے ایک اکاؤنٹنٹ کی ضرورت ہے۔ لیاقت میٹرک تک ہونی ضروری ہے۔ صحت مند، دیانتدار ریٹائرڈ دوستوں کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ ۲۵ ماہوار اور ۱۵ روپیہ ماہوار قحط الاؤنس دیا جائیگا۔ ترقی ۵ روپیہ ماہوار تک دی جائے گی۔ درخواست کے ساتھ سرٹیفکیٹ ملازمت و امراء جماعت ضروری طور پر ہونے چاہئیں۔
خط و کتابت بذریعہ م-ع معرفت مینجر اخبار الفضل قادیان کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah